ترتیب قرآن مجید اور مستشرقین

ڈاکٹر حافظ محمود اختر*

قرآن مجید جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اسی طرح اس کی ترتیب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کر دی گئی ہے اور جس طرح قرآن کا متن متعین ہے اسی طرح اس کی ترتیب میں بھی کسی انسان کو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اللہ کی طرف سے متعینہ ترتیب کو ترتیب توقیفی کہا جاتا ہے۔[1]

قرآن مجید کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ ترتیب خود مقرر کی ہے۔ نزول وحی کے ساتھ ہی جبریل، نبی اکرمؐ کو ہر نازل ہونے والی آیت یا آیات کی جگہ کے بارے میں بتادیا کرتے تھے۔[2] قرآن مجید کے نزول کا طریقہ اور انداز خطبات اور ایک بادشاہ کی جانب سے جاری ہونے والے احکام اور فرامین کا سا ہے۔ مسلمانوں کو جو مسئلہ درپیش ہوتا اللہ تعالیٰ اس کی مناسبت سے احکام جاری فرمادیتے۔ جس طرح پیش آنے والے مسائل کی کوئی ترتیب نہیں ہوتی اسی طرح احکام کے نازل ہونے کی بھی کوئی ترتیب نہیں ہوسکتی تھی۔[3] لیکن جبریل کسی بھی آیت کے نازل ہونے کے وقت نبی اکرمؐ کو اس آیت کی جگہ بتادیتے تھے کہ اسے فلاں آیت کے بعد رکھا اور پڑھا جائے۔

مستشرقین جس طرح قرآن مجید کے متن میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اسی طرح انہوں نے قرآن کی توقیفی ترتیب کے بارے میں بھی محض اپنے ظن وتخمین کی بنیاد پر شکوک وشبہات پیدا کیے۔ اس اعتبار سے ان کے نقطہ نگاہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کی ترتیب میں کوئی اصول اور ضابطہ کارفرما نہیں ہے۔ یہ بے ہنگم اور بے ربط ہے۔ مختلف اوقات میں اس کی ترتیب میں لوگوں نے تصرفات کیے۔ اس لیے قرآن اب اپنی اصلی ترتیب پر قائم نہیں رہ سکا۔ اگر کسی نے اصل قرآن حاصل کرنا ہے تو اسے اس کو اس ترتیب کے مطابق مرتب کرنا ضروری ہے جس پر یہ نازل ہوا تھا۔ لیکن اب یہ ممکن نہیں اس کے لیے قرآن کو اس ترتیب پر لانا ناممکن ہے۔ اس طرح قرآن کا اپنی اصل حالت میں ملنا بھی ناممکن ہے۔

قرآن مجید کو ترتیب نزولی میں قائم رکھنا اللہ تعالیٰ کی مشیت نہ تھی۔ اگر اس ترتیب کو قائم

---

*پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

رکھنا اتنا ہی ضروری ہوتا تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے متن کی حفاظت کا ذمہ لیا اور پھر اسے محفوظ رکھا، اللہ تعالیٰ کے لیے ہرگز مشکل نہ تھا کہ وہ اس کی نزولی ترتیب کی بھی حفاظت کرتا۔ ترتیب قرآن کی حفاظت درحقیقت متن قرآن کی حفاظت کی مانند ہی ہے۔ سورۃ القیامۃ کی آیت ان علینا جمعہ وقرآنہ[4] (قرآن کو جمع کرنا اور اسے پڑھنا بے شک ہمارے ذمہ ہے) سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے کہ نزولی ترتیب کو قائم رکھنا ضروری نہ تھا۔ بلکہ جو ترتیب محفوظ رکھنا ضروری تھی۔ (یعنی ترتیب توقیفی) اسے اللہ نے محفوظ رکھا ہے۔ جس چیز کو (قرآن کے متن کو) محفوظ رکھنا ضروری اور مطلوب تھا صحابہ کرامؓ نے اس کے لیے ہر طرح کا اہتمام کیا۔ اسے لکھا بھی اور اسے حفظ بھی کیا۔ لیکن صحابہ کرامؓ کے عہد میں کسی صحابیؓ کی طرف سے اس طرح کے ذوق وشوق کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی نے نزولی ترتیب کو محفوظ کرنے کی کوشش کی ہو۔ صرف حضرت علیؓ کے بارے میں روایت ملتی ہے کہ آپ نے قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر اس طرح کی کوئی کوشش انہوں نے کی بھی تھی تو یہ حضرت علیؓ کا قرآن کے ساتھ خصوصی ذاتی شغف اور محبت ہی تھی اگر یہ کام اس قدر اہم تھا تو جہاں حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد صحابہ کو متن قرآن کو بین الدفتین محفوظ کرنے کی فکر لاحق ہوگئی تو اس طرح انہیں قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے کی فکر بھی ہو جانی چاہیے تھی۔ یہ کس طرح سوچا جا سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو قرآن بین الدفتین جمع کرنے اور تمام صحابہؓ کی شمولیت اور اجماع سے ایک متفقہ مصحف تیار کروانے کے لیے تو مجبور کریں لیکن نزولی ترتیب کی طرف کوئی توجہ نہ دیں۔

حضرت علیؓ کے بارے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے ترتیب نزولی کے مطابق ایک نسخۂ قرآن مرتب کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس حوالے سے ہمیں کسی ایسے نسخے کی موجودگی کا پتہ نہیں چلتا جو حضرت علیؓ کی کاوش کا نتیجہ تھا۔ جب حضرت علیؓ نے اس طرح کی کوشش کی تھی تو پھر وہ نسخہ کدھر گیا جو انہوں نے مرتب کیا تھا۔ ابن ندیم نے اس نسخے کا ذکر تو کیا ہے لیکن ''الفہرست'' میں اس طرح کی کوئی ترتیب موجود نہیں ہے۔[5] اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ ترتیب نزولی کو قائم رکھنا نہ تو اللہ کی مشیت تھی اور نہ لوگوں نے اسے محفوظ کرنے کی کوئی کوشش کی۔ جس ترتیب کو قائم رکھنا مقصود تھا اس ترتیب (توقیفی) کے مطابق مسلمان آج بھی قرآن پڑھتے ہیں۔

بڑی حیران کن بات یہ ہے کہ جس ترتیب کو قائم رکھنا نہ اللہ کو مطلوب تھا نہ مسلمانوں نے اسے قائم رکھنے کی کوئی کوشش کی بلکہ مسلمان تو کہہ رہے ہیں کہ اب اسے ترتیب کے مطابق قرآن مرتب کرنا ناممکن ہے، مستشرقین نے اسی ناممکن کو حاصل کرنے کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے۔قرآن کی ترتیب کو نزولی شکل میں لانے کی کوشش کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی درخت کے پتے گننے کا بیڑہ اٹھائے۔اس کام کے لیے اسے محنت تو بہت کرنا پڑے گی لیکن اس کا فائدہ کچھ بھی نہ ہوگا۔

قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے کی کوشش درحقیقت قرآن کی صحت کے بارے میں ابہام پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہی ہے۔آخر سوچنے کی بات ہے کہ توقیفی ترتیب انہیں کیوں پسند نہیں ہے اور نزولی ترتیب میں کیا اسرار چھپے ہوئے تھے کہ مستشرقین ان اسرار کو حاصل کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

قرآن کی ترتیب کے بارے میں مستشرقین کی رائے

A.J.Arbery کہتا ہے۔

i)۔ حضرت عثمان کے تیار کردہ نسخہ میں ترتیب نزولی کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔آیات کو خلط ملط کر دیا گیا۔مستشرقین بھی نزول ترتیب دینے میں ناکام رہے ہیں۔[6]

ii)۔ De Lacy Johnstone کہتا ہے کہ قرآن کی ترتیب کا کام حضورؐ کے بعد دوسرے لوگوں نے انجام دیا۔قرآن کی ترتیب کے بارے میں جو روایات ملتی ہیں وہ تنقید سے بالاتر نہیں ہیں اور ان کی بنیاد پر قرآن کو مرتب نہیں کیا جا سکتا۔[7]

iii)۔ نکلسن کا نقطہ نگاہ بھی یہی ہے کہ موجودہ قرآن میں آیات کو خلط ملط کر دیا گیا ہے۔[8]

iv)۔ Lane Pool کہتا ہے کہ قرآن کسی اصول کے تحت مرتب نہیں کیا گیا۔آیات خلط ملط کر دی گئیں۔سورتوں کو طوالت کی بنیاد مرتب کیا گیا۔زید ابن ثابتؓ کو اگرچہ مکی مدنی سورتوں کے بارے میں پتہ تھا لیکن اس بات میں شک موجود ہے کہ انہوں نے آیات کی ترتیب میں اس کا لحاظ رکھا تھا یا نہیں۔وہ ترتیب کی موجودہ شکل کو Unscientific قرار دیتا ہے۔اس مستشرق نے نولڈیکے کی طرف سے قرآن کے ادوار کی تقسیم کو سائنٹیفک قرار دیا ہے۔[9]

v)۔ James Kritzeck کا خیال ہے کہ سورتوں کو طوالت کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا

ہے۔ یہ ترتیب الٹی ہے اور اس کے مطابق قرآن پڑھنا ایسا ہے جیسے الٹا قرآن پڑھنا۔ اس ترتیب سے قرآن پڑھنے میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔۱۰

vi)۔ N.J.Dawood لکھتا ہے کہ قرآن کی موجودہ ترتیب حضورؐ کے بعد دی گئی۔ اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ اس میں کوئی ترتیب اور روانی نہیں ہے۔۱۱

vii)۔ Rom Landau کہتا ہے کہ قرآن کا مطالعہ جب مغربی لوگ کرتے ہیں تو اس سلسلے میں انہیں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سورتیں طوالت کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہیں۔ اس میں روانی کا فقدان ہے۔ اس کی ترتیب میں تاریخی اعتبار سے تسلسل نہیں ہے۔۱۲

viii)۔ S.E.Frost نے بھی لکھا ہے کہ سورتوں کو طوالت کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے۔۱۳

ix)۔ Rodwell اور Tritton نے حضرت زید ابن ثابتؓ کو موردالزام ٹھہرایا ہے کہ انہوں نے ان امکانات کو ختم کر دیا کہ قرآن کو تاریخی اعتبار سے مرتب کیا جاسکے۔ انہیں جوں جوں اوراق ملتے گئے انہیں جوڑتے گئے اور انہوں نے قرآن کے تسلسل کا لحاظ نہیں رکھا۔۱۴

x)۔ Rodwell کا بھی نقطہ نگاہ یہی ہے کہ مضامین کے تسلسل کا خیال نہیں رکھا گیا۔۱۵

xi)۔ آرتھر جیفری کا بھی یہی نقطہ نگاہ ہے۔ اس نے بہت سی سورتوں کو اصل قرآن سے خارج قرار دیا ہے۔۱۶

xii)۔ مارگولیتھ (MARGOULOUTH) خیال ہے کہ آیات کا مسئلہ خاصا مشکل ہے کم از کم حضور اکرم ﷺ ہم عصروں میں سے کسی نے جرأت نہیں کی کہ وہ قرآنی آیات کو مرتب کرے۔۱۷

اگر مستشرقین کے ان تمام نقطہ ہائے نگاہ کا خلاصہ حاصل کیا جائے تو مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔ ان کے خیال میں

۱۔ آیات وسور قرآن کو کبھی مرتب کیا ہی نہیں گیا۔

۲۔ نبی اکرمؐ کے بعد لوگوں نے کسی اصول وقاعدے کے بغیر اپنی اپنی رائے کے مطابق قرآن کو ترتیب دے لیا۔ اب موجودہ ترتیب بے ہنگم اور بے نظم ہے جو قرآن کو سمجھنے میں رکاوٹ ہے۔ ان کے خیال میں اگر کوئی اصول کارفرما ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ لمبی سورتیں پہلے اور تدریجاً چھوٹی سورتیں

بعد میں ہیں۔

۴۔ اب اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ قرآن کو اپنی تاریخی ترتیب سے مرتب کیا جا سکے۔لہذا اصل قرآن تلاش کرنا اب عبث ہے۔

۵۔ اصل قرآن اسی وقت حاصل ہوگا جب قرآن کو تاریخی ترتیب سے مرتب کیا جائے۔

۶۔ قرآن کی موجودہ ترتیب بے مقصد اور بے قاعدہ ہے۔

دوسرا اصول یہ دکھائی دیتا ہے کہ نبی اکرمؐ کو جس طرح کے حالات کا سامنا تھا،اس کے ردعمل میں قرآن تیار ہوتا گیا۔

ترتیب آیات وسور کے بارے میں مستشرقین کے نقطہ نگاہ کا ناقدانہ جائزہ

قرآن مجید کو نزولی ترتیب کے مطابق لانے کی کوششیں جن مستشرقین نے کی ہیں ان میں یہ لوگ شامل ہیں۔

ولیم میور (Willium Muir) نولڈ یکے (Noldeke) ویل (Weil) گرم (Grimm) راڈویل (Rod Well) فلوگل (Flugal) ایچ ہرشفیلڈ (H.Hirschfeld) اور بلاشر (R.Blacher) وغیرہ شامل ہیں۔

ولیم میور کہتا ہے کہ ابتدائی سورتیں ضائع ہوگئیں۔اس نے نبی اکرمؐ کی حیات طیبہ کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا اور کہا ہے کہ قرآن کا نزول آپ کے انہی ادوار کے حوالے سے ہوا یہ ادوار اس نے اپنے خیال اور ظن وگمان کی بنیاد پر ہی ترتیب دئے ہیں۔

میور نے جو ادوار متعین کئے ہیں اس کے خیال کے مطابق اکیس سورتیں ایسی ہیں جو ان ادوار میں سے کسی دور میں شامل نہیں کی جا سکتیں۔کیونکہ ان سورتوں کے نزول کے زمانے کا تعین میور کر نہیں سکا۔ ان سب خیالات کی بنیاد کوئی تاریخی روایت ہے اور نہ کوئی عقلی دلیل۔بلکہ یہ اس کا ذاتی خیال ہے۔(ایک طرف مسلمانوں نے قرآن کی تدوین کی تاریخ معتبر ذرائع سے پیش کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ کتابت اور حفظ وحی کا ایک نظام نبی اکرمؐ کی زندگی میں موجود تھا جس کی موجودگی میں اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ کوئی آیت لکھے جانے سے رہ گئی ہو۔ان مستند شواہد کے مقابلے

میں ولیم میور اگر محض اپنے ظن وتخمین کی بنیاد پر ایسی بات کرتا ہے جو ان تاریخی حقائق کے بالکل الٹ ہے تو تحقیق کے اصول کے تحت بھی ظن وتخمین کی بجائے حقائق کو تسلیم کرنا لازم ہوتا ہے)۔

نولڈ یکے لکھتا ہے کہ یہی بات بہتر ہے کہ ہم مکہ کی سورتوں کے تین گروہوں کو کسی حد تک ایک خاص ترتیب کے ساتھ یکجا کر لینے پر اکتفا کرلیں۔۱۹ گویا دوسرے لفظوں میں اسے تو معلوم نہ تھا کہ ایک مکی دور کب ختم ہوا اور دوسرا دور کب شروع ہوا۔

نولڈ یکے ہر جگہ تشکیک اور بے یقینی کا شکار ہے۔ وہ مکی دور کو تین حصوں میں تقسیم تو کرتا ہے لیکن ان کی حد بندی نہیں کر پایا کہ ایک دور کہاں ختم ہوتا ہے اور اگلا دور کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مدنی سورتیں مکی سورتوں سے مضامین کے اعتبار سے مختلف ہیں اور الگ الگ پہچانی جا سکتی ہیں۔ لیکن آگے چل کر کہتا ہے مدینہ کی سورتوں کے بارے میں بھی بہت سی غیر یقینی باتیں موجود ہیں۔ اس کے خیال میں سورتوں کی ترتیب ان کی طوالت کی بنیاد پر ہی کی گئی ہے۔ اپنی تمام تحقیقات پیش کرنے کے بعد وہ لکھتا ہے کہ اس سلسلے میں ہماری تحقیقات حتمی نہیں ہیں اور محض ہمارے ظن وتخمین کی بنیاد پر ہی ہیں۔ وہ مزید کہتا ہے کہ ظن و قیاس کی بنیاد پر کیا جانے والا فیصلہ غلط بھی ہوسکتا ہے۔۲۰ منٹگمری واٹ نے بھی اس کے نظریات کا جائزہ لیا ہے۔۲۱

ولیم میور نے قرآن مجید کی سورتوں کو چھ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دور اٹھارہ سورتوں پر مشتمل ہے۔ ان میں چھوٹی چھوٹی نغماتی یا نثر کے بے جوڑ ٹکڑے ہیں۔ اس کے خیال میں یہ ٹکڑے اس وقت کے لکھے ہوئے ہیں جب آپ کو خدائی مشن کا خیال نہیں آیا تھا۔ ان میں سے کوئی ٹکڑا بھی ایسا نہیں کہ اسے خدائی پیغام کہا جا سکے۔ اس کے بیان کردہ دوسرے دور میں چار سورتیں ہیں۔ اس دور کا تعلق اس زمانے سے ہے جب آپ نے وحی کا اعلان کیا یہ سورۃ نمبر ۹۶ سے شروع ہوتی ہے۔ تیسرے دور میں ۱۹ سورتیں ہیں۔ تیسرے دور میں آپ کو مخالفین کی شدید مخالفت کا سامنا تھا۔ یہ دور نبوت کے پانچویں برس تک پھیلا ہوا ہے۔ اسکے بیان کردہ چوتھے دور میں ۲۳ سورتیں ہیں یہ بیسویں سال نبوت تک ہے۔ اب قرآن میں قدیم عرب کی کہانیاں اور یہود کی کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے خیال میں اس وقت نبی ﷺ نے بت پرستی سے عارضی سمجھوتا کرلیا تھا۔ (نبی اکرم کی

حیات طیبہ سے ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی کہ آپ نے ایک دن کے لیے بھی کسی باطل سے سمجھوتہ کیا ہو اس کے لیے آپ کو بار بار پیش کشیں کی گئیں آپؐ نے ہمیشہ ان پیش کشوں کو ٹھکرایا۔ آپ کو ہر طرح کا لالچ دیا گیا۔ دھمکیاں دی گئیں لیکن آپ ان میں سے کسی کو خاطر میں نہ لائے)۔

ولیم میور قرآن کے نزول کا پانچواں دور، دسویں سال نبوت سے ہجرتِ مدینہ تک کے دور کو قرار دیتا ہے۔ اس میں ۳۱ سورتیں شامل کرتا ہے۔ اس دور میں انجیل کے بیانات بھی ہیں۔ حج کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ (حالانکہ حج تو دس ہجری میں لازم ہوا جبکہ میور کے خیال میں یہ دور ہجرت مدینہ پر ختم ہو رہا ہے۔) ولیم میور کے خیال میں اب سورتیں طویل ہونا شروع ہوگئیں۔ اس کے خیال کے مطابق نزول قرآن کا آخری دور پورے مدنی دور پر مشتمل ہے اس میں بیس سورتیں شامل ہیں۔

ولیم میور نے نبی اکرمؐ کی زندگی کے جو ادوار متعین کئے ہیں وہ مسلمانوں ہی کی تاریخ سے اخذ شدہ ہیں لیکن اس نے قرآن کے مضامین ان ادوار کی مناسبت سے خود اپنے ظن و تخمین کی بنیاد پر متعین کئے ہیں۔[۲۲]

مستشرقین نے قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے کی جو کوششیں کی ہیں ان میں اکثر کو بہت بڑی بڑی غلطیاں لگی ہیں مثلاً ہرش فیلڈ نے یہ غلطی کی ہے کہ اس نے پورے قرآن کا طرز بیان کے اعتبار سے نازل ہونا فرض کرلیا ہے۔ اس نے ہر سورۃ کے متعدد ٹکڑے کر دئے اور رکوعوں میں بھی تقدیم و تاخیر کر دی۔ مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت ۲۰۰ سے ۲۱۰ تک کو وہ مکی آیات قرار دیتا ہے حالانکہ ان آیات میں بنی اسرائیل کا موضوع زیر بحث ہے اور واضح طور یہ سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ یہاں خطاب یہود سے ہے یہود مدینہ طیبہ میں تھے۔

اسی طرح وہ سورۃ الحج کی ابتدائی تیرہ آیات کو مکی قرار دیتا ہے۔ وہ اس کی دلیل یہ دیتا ہے کہ ان آیات کا انداز مکی آیات کی مانند ہے حالانکہ یہ سورت تو مدنی ہے۔ اسی طرح وہ سورۃ الحج کی آیات نمبر ۶۲ تا ۷۱ کو مکی آیات قرار دیتا ہے۔ حالانکہ ۶۶ ویں آیت میں واضح طور پر حج کا ذکر ہے اور حج تو ۹ ہجری کو فرض ہوا تھا اور یہ مدنی دور ہے۔[۲۳]

مستشرقین کو کس کس طرح کی غلطیاں لگی ہیں اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ولیم

میور (Willium Muir) کاتبان وحی میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ، ورقہ بن نوفل اور حضرت علیؓ کو شامل کرتا ہے۔حالانکہ ورقہ بن نوفل تو نابینا تھے۔اور وحی کے ابتدائی دور میں ہی فوت ہو گئے تھے۔حضرت خدیجہ نے کبھی ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔اس طرح آغاز وحی کے وقت حضرت علیؓ کی عمر دس سال سے بھی کم تھی۔۲۴

مستشرقین میں جس شخص نے بھی اس سلسلے میں کوششیں کی ہیں آخر میں وہ یہی کہتا ہے کہ میری تمام کوششیں ادھوری ہیں،اور میں کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکا۔نولڈ یکے کہتا ہے کہ قرآن کو مرتب کرسکنا ناممکن ہے کیونکہ اس کی ترتیب کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم تھا ہی نہیں۔۲۵ ڈاکٹر منگانا کہتا ہے کہ قرآن کو تاریخی ترتیب کے ساتھ مرتب کرنے کی جو کوششیں یورپ والوں نے کی ہیں وہ اتنی ہی ناکام ہوئی ہیں جس قدر مسلمان ناکام رہے ہیں۔حقیقت حال یہ ہے کہ قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنا مسلمانوں کا مسئلہ رہا ہی نہیں۔انہوں نے کبھی ایسی کوئی کوشش کی ہی نہیں کہ ان کے اس سلسلے میں کامیاب یا ناکام ہونے کی بحث کی جائے۔نزولی ترتیب سے قرآن کو مرتب کرنا نہ کبھی ان کا مسئلہ تھا نہ انہوں نے اس سلسلے میں کوشش کی۔۲۶ وائل نے قرآن کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا لیکن وہ کہتا ہے کہ یہ تقسیم یقینی نہیں ہے۔۲۷

مستشرقین کسی دلیل یا تاریخی شہادت کی بنیاد پر بات نہیں کرتے بلکہ قرآن کو نزولی ترتیب دینے کی کوشش محض ظن وتخمین کی بنیاد پر کرتے ہیں۔نولڈ یکے کہتا ہے کہ ترتیب قرآن کے بارے میں ہماری ساری کوششیں مفروضوں پر مبنی ہیں اور اس طرح ظن وتخمین کو بنیاد بنا کر انسان داخلی مفروضات اور اوھام کو یقینی بات مان لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۲۸ ظاہر ہے ایک طرف قرآن کی توقیفی ترتیب کے بارے میں قابل اعتبار روایات ہیں اور دوسری طرف ان لوگوں کے قیافے اور انکل ہیں۔اخلاق اور اصول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ روایت کا مقابلہ روایت کے ساتھ کیا جائے۔معتبر روایت کا مقابلہ معتبر روایت ہی کر سکتی ہے۔ظن وتخمین اور معتبر روایات کو کبھی بھی ایک دوسرے کے مدمقابل نہیں لایا جاسکتا۔

ترتیبِ قرآن کے بارے میں مستشرقین کا آپس میں کسی نقطے پر اتفاق رائے نہیں پایا

جاتا۔ مثلاً ایک شخص ایک نقطہ نگاہ اختیار کرتا ہے تو دوسرا اس کی تردید کر دیتا ہے۔ مثلاً ولیم میور نے نبی اکرمؐ کی زندگی کو چھ ادوار میں تقسیم کیا اور کہا کہ قرآن کا اسلوب انہی ادوار کے حوالے سے متعین کیا جاسکتا ہے۔ لیکن نولڈ یکے کہتا ہے کہ ان ادوار کے متعین کرنے میں ولیم میور کے ذاتی قیاسات ہی کارفرما ہیں۔ نولڈ یکے نے اس سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے اس کی بنیاد وائل اور ولیم میور ہے۔ وہ میور پر تنقید کرتا ہے لیکن اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کہتا ہے کہ ابتدائی سورتیں ضائع ہوگئیں۔ ولیم میور نے وائل کے حوالے جگہ جگہ دیئے ہیں۔ وائل کے حوالے اگرچہ دوسرے لوگوں نے بھی دیئے ہیں لیکن اس نے بھی قرآن مجید براہِ راست پڑھنے کی بجائے تراجم ہی سے استفادہ کیا ہے۔

ترتیب قرآن کے حوالے سے مستشرقین کی تحقیقات کی علمی و تحقیقی حیثیت اور حقیقت کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ آپس میں خود ہی تضادات کا شکار ہیں۔ مثلاً ولیم میور کے نزدیک سورۃ الفاتحہ کا نمبر ترتیب زمانی کے اعتبار سے چھٹا ہے۔ راڈویل کے نزدیک اس کا آٹھواں اور نولڈ یکے کے نزدیک اڑتالیسواں نمبر ہے۔ جبکہ آرتھر جیفری اسے قرآن سے خارج قرار دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد اجمل نے ایک نقشہ تیار کیا ہے کہ مستشرقین کس طرح مختلف سورتوں کی ترتیب کے بارے میں ایک دوسرے سے باہم مختلف ہیں۔ ترتیب قرآن کے بارے میں مستشرقین کے نقطہ نگاہ کا ایک کمزور پہلو یہ ہے کہ مستشرقین ایک دوسرے کی تقلید پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ مثلاً ۱۸۶۰ء میں میور نے سورتوں کو نزولی ترتیب سے مرتب کیا۔ ۱۸۹۴ء میں Hughes نے اسی کا حوالہ دیا۔ پھر رچرڈ بل نے ۱۹۵۸ء میں اس کی تقلید کی۔ نولڈ یکے نے بھی ایسے ہی کیا ہے۔

ترتیب قرآن کا مسئلہ ہو یا کوئی اور پہلو، مستشرقین معمولی باتوں میں بھی خلافِ حقیقت بات کرنے میں ذرہ نہیں چوکتے مثلاً Lammans کہتا ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں آخرت کا ذکر آیا ہے وہ مدنی دور کی سورتیں ہیں۔ قرآن کے نزول کی تاریخ کا معمولی سا مطالعہ رکھنے والا شخص یہ جان سکتا ہے کہ آخرت کا ذکر تو مکی دور میں کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کے تاریخ کے مطالعے کی کیفیت اور معیار کیا ہوگا۔ رچرڈ بل اتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے کہ نبی اکرمؐ نے لوگوں کی اخلاقی تربیت مدینہ میں کی ہے آپ نے مدینہ طیبہ میں ہی فساد کی مذمت کی۔

مستشرق آرتھر جیفری سورۃ الفاتحہ کو قرآن سے خارج قرار دیتا ہے۔اور اس کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس میں انسان اللہ سے باتیں کرتا ہے اور باقی قرآن میں اللہ تعالیٰ انسانوں سے باتیں کرتا ہے۔آرتھر جیفری کو شاید یہ معلوم نہیں کہ صرف سورۃ الفاتحہ میں ہی انسان اللہ سے مخاطب نہیں ہے، بلکہ قرآن کے متعدد مقامات پر ایسا اسلوب موجود ہے مثلاً سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۸۶

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْراً كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ .

سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر (۸)

ربنا لا تزغ قلوبنا بعداذ هد يتنا....

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر (۲۳)

قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ)

سورۃ الحشر کی آیت (۱۰)

وَالَّذِيْنَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلّاً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ)

اور اس طرح کے بہت سے مقامات پر ایسا ہی اسلوب موجود ہے۔

ترتیبِ قرآن کے بارے میں لکھتے ہوئے مستشرقین کی تحقیقات میں کہیں بھی یقین واعتماد موجود نہیں ہے۔ ہمیں تمام مستشرقین کے ہاں Might have,Might be, May be جیسے الفاظ نظر آئیں گے۔ جب ہر جگہ بے یقینی ہو، مآخذ کمزور اور نا قابل اعتبار ہوں، تحقیقات کے نتائج میں باہم تضاد اور اختلافات ہوں اور مستشرقین خود اس بات کا اعتراف بھی کریں کہ قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے میں ہم ناکام ہوئے ہیں تو اس تحقیق کا مقام ان معتبر احادیث وروایات کے سامنے کیا ہو سکتا ہے [۲۹] جو صحت کے اعتبار سے نہایت قابلِ اعتماد ہوں اور واقعات وشواہد اور عقلی

دلائل یہی بات واضح کررہے ہوں کہ قرآن عہد نبوی میں ہی توقیفی ترتیب میں موجود تھا۔

مستشرقین کے نزدیک قرآن کی ترتیب کا ایک دوسرا اصول یہ دکھائی دیتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو جس طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑا اس کے ردِ عمل میں آپ ﷺ قرآن تیار کرتے گئے اور اسی ترتیب سے اسے مرتب کرلیا گیا۔ مستشرقین کا خیال ہے کہ آپ ﷺ کے جذبات و احساسات میں تبدیلی آتی گئی اور آپ ﷺ کی نفسیاتی کیفیات کی بنیاد پر قرآن مرتب ہوتا رہا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جوش وخروش والی آیات مکی ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ مدنی ہیں۔ لیکن انہی میں سے دوسرا طبقہ اس نقطہء نگاہ کو رد کرتا ہے۔

ہرش فیلڈ (HIRSCH FELD) لکھتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تقریروں میں سنجیدہ غور وفکر پایا جاتا ہے جوش وخروش کے نظریے پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا پھر جوش وخروش بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک جوش وخروش مستقل ہوتا ہے اور وہ انسان کے اندر زندگی بھر قائم رہتا ہے۔ دوسرا جوش وجذبہ محض وقتی ہوتا ہے (گویا اس کے خیال میں جوش وجذبہ کی بنیاد پر آیات کو ترتیب نہیں دیا جاسکتا) اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ صورتیں جن میں زورِ بیان اور جوش وجذبہ پایا جاتا ہے صرف ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کے خیال میں اگر یہ بات مان لی جائے کہ جوش وجذبہ اور زورِ بیان آپ ﷺ میں مکہ میں ہی تھا تو ماننا پڑیگا کہ سورۃ العلق میں حضرت محمد ﷺ میں اصلی جذبہ موجود نہ تھا جو سراسر غلط ہے۔ ۳۰

مارگولیتھ نے بھی اس سلسلے میں بھی اظہار خیال کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ رسول ﷺ کے مفروضہ نفسیاتی ارتقاء پر کسی سورت کی تاریخ کو منحصر سمجھنا فطری طور پر ایک غیر علمی طریقہ ہے اور نہ ہی اس طرح ممکن ہے کہ آپ ﷺ کے علم کی ترقی کو اس ترتیب کی بنیاد قرار دیکر کچھ فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ سپرینگر لکھتا ہے کہ 617 عیسوی میں حضرت محمد ﷺ کو معلوم ہوا کہ ہودؑ اور صالحؑ کی کہانیوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں آپ ﷺ نے ان واقعات کا ذکر کرنا چھوڑ دیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کا ذکر سورۃ نمبر 9 کی آیت نمبر 71 میں کیا ہے جبکہ احادیث میں آتا ہے کہ یہ سورۃ قرآن کی آخری یا اس سے پہلی سورۃ ہے۔ ۳۱

قرآن مجید کے عہد نبوی میں مرتب شکل میں ہو چکنے پر شواہد:

ہمارے پاس ایسے لاتعداد دلائل وشواہد موجود ہیں جن کی بنیاد پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ سورتوں کی ترتیب وتشکیل، ان میں آیات کی تعداد، آیات کی ترتیب عہد نبوی میں ہی مکمل طور پر معروف ومشہور تھی۔

نبی اکرم ﷺ نماز میں سورتوں کی تلاوت فرماتے، صحابہ نے آپ ﷺ کی اسی تلاوت کو آگے روایت کیا مثلاً کتبِ حدیث کی کتاب الصلوٰۃ میں نمازوں میں نبی اکرم ﷺ کی تلاوت کی تفصیلات کا ذکر ملتا ہے اسی طرح آپ ﷺ نے لوگوں کو شب وروز کے مختلف اوقات میں مختلف سورتوں کی تلاوت کی ترغیب دی اور ان کے فضائل بیان فرمائے۔اس سلسلے میں بخاری، کتاب فضائل قرآن، باب کاتب النبی ﷺ حدیث نمبر 4989، 4990، 4993، 4994، 4995، 4996، 5006 تا 5016، مسلم شریف، کتاب فضائل قرآن وما یتعلق بہ، باب فضل قراءۃ القران کی احادیث 1872 تا 1892 بھی اس کی مثال ہیں۔ چند احادیث کی مزید مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

مشکوٰۃ المصابیح میں حدیث ہے۔

عن معقل بن یسار عن النبی صلعم قال من قال حین یصبح ثلث مرت اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم فقرا ثلث ایات من اخر سورۃ الحشر وکل اللہ بہ سبعین الف ملک یصلون علیه حتی یمسی وان مات فی ذالك الیوم مات شهیداً۔ ۳۲؎

معقل بن یسار سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا جس نے صبح تین بار اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم پڑھ کر سورۃ الحشر کی آخری تین آیات پڑھیں تو ستر ہزار فرشتے اس پر ایسے مقرر ہوں گے جو شام تک اس کے لیے دعائے رحمت کریں گے اور اگر وہ اس دن مر جائے تو وہ شہید مرجائے گا۔

عن جبیر بن نفیر ان رسول اللہ صلعم قال ان اللہ ختم سورۃ البقرۃ بایتین اعطیتها من کنزہ الذی تحت العرش فتعلموهن وعلموهن نساء کم فانها صلوۃ

وقربان ودعاء. ۳۳ے

جبیر بن نفیر سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے سورۃ بقرۃ کو ایسی دو آیات پر ختم فرمایا ہے جو مجھے اس کے عرش کے خزانے سے ملی ہیں تم انہیں خود بھی سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ رحمت ہے اور دعا ہے اور عبادت ہے۔

اسی طرح کی ایک حدیث جو حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ سورۃ الکہف کی تلاوت کی برکت سے دجال کے شر سے نجات ملتی ہے۔ ۳۴ے

عن انس ،قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابی بن كعب ان الله امرنى ان اقرا عليك القرآن قال آلله سمانى لك؟قال نعم ،قال: وقد ذكرت عند رب العالمين؟قال نعم فذرفت عيناه وفى رواية ،ان الله امرنى ان اقرا عليك (لم يكن الذين كفروا)قال وسمانى قال:"نعم"فبكى. ۳۵ے

انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے ابی ابن کعبؓ سے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں۔ پھر انہوں نے کہا کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور میں نے اللہ رب العالمین کے سامنے نام لیا۔ یہ سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۃ البینہ پڑھ کر سناؤں۔

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلعم من قرا سورة (الواقعة)فى كل ليلة لم لصبه فاقة ابداً. ۳۶ے

ابن مسعودؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا جو شخص ہر رات کو سورۃ الواقعہ پڑھے وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا۔

عن على قال سمعت رسول الله صلعم يقول لكل شى عروس وعروس القرآن الرحمن. ۳۷ے

علیؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہر شے کی زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورۃ الرحمٰن ہے۔

عن عقبة بن عامر قال قلت يا رسول الله صلعم اقراء سورة هود او سورة

یوسف قال لن تقرء شیا ابلغ عندالله من قل اعوذ برب الفلق. ۳۸؎

عقبہ بن عامر سے روایت ہے میں نے حضورؐ سے عرض کیا سورۃ ہود اور سورۃ یوسف پڑھا کروں آپؐ نے فرمایا معوذتین اس سے زیادہ بلیغ ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلعم ان لکل شی قلباً وقلب القرآن یس. ۳۹؎

انسؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۃ یٰس ہے۔

بخاری شریف میں روایت ہے۔

قال عبداللہ ابن مسعود قد علمت النظائر التی کان النبی صلعم یقراھن اثنین اثنین فی کل رکعۃ مقام عبداللہ ودخل معہ علقمۃ وخرج علقمۃ فسالنا وفقال عشرون سورۃ من اول المفصل علی تالیف ابن مسعود اخر ھن من الحوامیم حم الدخان وعم یتسآء لون. ۴۰؎

ابن مسعودؓ نے کہا میں ان مماثل سورتوں کو جانتا ہوں جن کی دو دو سورتیں حضورؐ ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔لوگوں نے علقمہ سے ان سورتوں کو دریافت کیا تو علقمہ نے جواب دیا کہ ابنِ مسعودؓ کی ترتیب کے مطابق اول مفصل میں بیس سورتیں ہیں ان میں آخر حم الدخان اور عم یتساء لون ہے۔

عن جابر ان النبی صلعم کان لا ینام حتی یقراء الم تنزیل وتبارك الذی بیدہ الملك. ۴۱؎

جابر کہتے ہیں حضورؐ اس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک تلاوت نہ فرما لیتے۔

بخاری اور مسلم دونوں میں روایت موجود ہے۔ام فضل کہتی ہیں۔

میں نے حضورؐ کو مغرب کی نماز میں سورۃ المرسلات پڑھتے سنا۔۴۲؎

انہی دونوں کتابوں میں روایت ہے حضرت جابر کہتے ہیں۔

کان النبی صلعم یقرء فی الفجر بق والقرآن المجید ونحوھا. ۴۳؎

حضورؐ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز میں سورۃ ق اور اس جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔ مشکوٰۃ میں ابو ہریرہؓ سے اسی طرح کی روایت ہے کہ حضورؐ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدہر پڑھا کرتے تھے۔ ۴۴

ان کے علاوہ بہت سی ایسی روایات ہیں جن میں حضورؐ کے مختلف نمازوں میں مختلف سورتیں تلاوت کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

مشکوٰۃ میں حضرت ابنِ عباسؓ کے جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھنے کا ذکر ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ کو ایسا ہی کرتے ہوئے سنا ہے۔ ۴۵

مسلم شریف میں ہے نعمان کہتے ہیں حضورؐ عیدین اور جمعہ میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ ۴۶

اسی طرح کی ایک روایت میں ان اوقات میں سورۃ ق اور سورۃ القمر پڑھنے کا ذکر ہے۔ ۴۷

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے حضورؐ نے سورۃ الاعراف مغرب کی دو رکعتوں میں پڑھی۔ ۴۸

عبداللہ ابن عقبہ بیان کرتے ہیں حضورؐ نے مغرب میں سورۃ الدخان پڑھی۔ ۴۹

حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے رات کی نماز میں سورۃ بقرۃ، آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام پڑھیں۔ ۵۰

علامہ جلال الدین سیوطی نے روایات کی بنیاد پر کچھ شواہد پیش کئے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی ترتیب توقیفی ہے۔

۱۔ زید ابن ثابتؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔

کنا عند النبی صلعم نئولف القرآن من الرقاع (ہم نبی اکرمؐ کے سامنے بیٹھے قرآن مجید کو پرچوں سے مرتب کیا کرتے تھے) نولف القرآن کی وضاحت امام بیہقی یوں کرتے ہیں کہ تالیف کا معنی لکھنا ہی نہیں بلکہ ترتیب کے ساتھ لکھنا مراد ہے۔ ۵۱

۲۔ اس سلسلے میں دوسری روایت یہ ہے جسے مسند امام احمد بن حنبل۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی ابنِ حبان اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عثمان

سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۃ الانفال اور سورۃ براۃ کو باہم ملا دیا ہے۔ (حالانکہ سورۃ الانفال مثانی اور سورۃ برأت مئیین میں سے ہے) اور پھر آپ نے ان کے درمیان بسم اللہ بھی نہیں لکھی۔ پھر آپ نے ان دونوں سورتوں کو ملانے کے بعد سات بڑی سورتوں میں شامل کر دیا ہے۔ اس پر عثمانؓ نے جواب دیا کہ سورۃ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اور سورۃ براۃ سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ سورۃ انفال اور برأت کا مضمون ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے۔ اس لیے میں نے گمان کیا کہ سورۃ براۃ، انفال ہی کا حصہ ہے۔ ان وجوہ سے میں نے ان دونوں سورتوں کو ساتھ ساتھ کر دیا اور ان کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی۔ ۵۲

گویا حضرت عثمان نے ایسا کام کیا جس پر لوگوں کو تعجب ہوا اور اس کی وجہ ان سے پوچھی گئی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرمؐ نے جو ترتیب دی تھی اس کے برعکس دیکھ کر صحابہؓ کو تعجب ہوا تھا۔ ۵۴

۳۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے عہد نبوی میں قرآن کی توقیفی ترتیب موجود ہونے کے حق میں ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ عثمان بن العاصؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرمؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک آپؐ نے آنکھ پھیلا کر دیکھا اور پھر نظر جھکا لی اور فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور مجھ سے سورۃ النحل کی آیت إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاء ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُون کے بارے میں فرمایا کہ اس آیت کو سورت کی فلاں آیت کے بعد رکھیں۔

علامہ سیوطی نے عہد نبوی میں ہی آیات کے توقیفی ترتیب پر موجود ہونے کی یہ دلیل دی ہے کہ بخاری میں ابن زبیر سے روایت کیا ہے کہ میں نے عثمان سے کہا کہ والذین یتوفون..... (آیت نمبر 240 سورۃ البقرۃ) کو دوسری آیت نمبر 234 نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس آیت کو قرآن میں نہ لکھو عثمانؓ نے جواب دیا۔

یا ابن امی لا اغیر شیاء منه من مکانه۔ (میں اس قرآن کی کسی بھی شے کو اس کی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ ۵۵

قرآن مجید کے عہد نبوی میں مرتب شدہ ہونے کے بارے میں علمائے امت کی رائے:

علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان میں ایک مستقل فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے

الاجماع والنصوص المترادفة علی ان ترتیب الایات توقیفی لا شبهة فی ذالك

یعنی اس اجماع اوران مترادف نصوص کے بیان میں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آیات کی ترتیب بلاشبہ توقیفی ہے۔۵۶

اس کے بعد علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ

اما الاجماع فنقله غیر واحدمنهم الزرکشی فی البرهان وابوجعفربن الزبیر فی مناسبتهٖ وعبارته ترتیب الایات فی سورها واقع بتوقیفهﷺ وامره من غیر خلاف فی هذا بین المسلمین ۔ ۵۷

ترجمہ:اس بارے میں اجماع کو بہت سے لوگوں نے بیان کیا ہے ان میں ایک زرکشی ہیں انہوں نے اپنی کتاب البرھان میں اورابوجعفر بن زبیر نے اپنی کتاب مناسبات میں اس کا ذکر کیا ہے اوراسکی عبارت یہ ہے کہ آیات کی ترتیب اپنی اپنی سورتوں میں نبی اکرمﷺ کی توقیف (ہدایت)اور آپﷺ کے حکم سے ہوئی ہے۔اوراس بارے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔علامہ مکی اور دیگر علماء کا قول ہے کہ سورتوں کے اندر آیات کی ترتیب نبی اکرمؐ کے ایماء سے ہوئی۔۵۹ قاضی ابوبکر الانتصار میں لکھتے ہیں۔

آیات کی ترتیب کا خیال رکھنا ایک واجب اور لازمی امر ہے۔کیونکہ جبریل یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ فلاں آیت فلاں جگہ رکھو۔۶۰

قاضی ابوبکر فرماتے ہیں۔

قرآن کی ترتیب اورنظم اسی انداز پر ثابت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کا نظم فرمایا اور حضوراکرمؐ نے اسے سورتوں کی آیات کے یکے بعد دیگرے رکھنے سے ترتیب دیا نہ اس میں سے کسی پچھلی سورت کو اگلی بنایا اور نہ اگلی کو پچھلی بنایا۔پھرامت نے ہرایک سورت کی آیات کی ترتیب ان کی

جگہوں اور موقعوں کو اس طریق پر ضبط کیا جس طرح نبی اکرمؐ سے خاص قرأتوں کو اور تلاوت کرنا سیکھا۔ ٦١

ابن وہب کہتے ہیں کہ میں نے مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ

انما تؤلف القرآن علی ما کانوا یسمعون من النبی. ٦٢

قرآن کی تالیف اسی انداز پر کی گئی ہے جس ترتیب و انداز پر صحابہؓ اسے حضورؐ سے سنا کرتے تھے۔

علامہ بغوی شرح السنۃ میں لکھتے ہیں۔

صحابہ نے قرآن مجید اسی طرح لکھ لیا جس طرح انہوں نے نبی اکرمؐ سے سنا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی ترتیب بھی وہی ہے جو نبی اکرمؐ نے بتلائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو قرآن کے نازل شدہ حصوں کی تلقین اسی ترتیب پر فرمائی تھی جو آج ہمارے مصاحف میں پائی جاتی ہے۔ اس ترتیب سے جبریل نے نبی اکرمؐ کو آگاہ کیا تھا۔ عہد صدیق اکبرؓ میں صحابہ نے صرف قرآن جمع کیا تھا نہ کہ اسے نئی ترتیب دی تھی ٦٣

ابن الحصار نے اسی طرح کا نقطہ نگاہ بیان کیا ہے کہ سورتوں کی ترتیب اور آیات کا ان کی جگہوں پر رکھنا محض وحی کے ذریعے سے ہے۔ رسول اللہ صلعم خود فرمادیا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلاں جگہ پر رکھو اور اس ترتیب کا یقین رسول اللہ صلعم کی تلاوت کی نسبت متواتر نقل کے ذریعے سے حاصل ہوا ہے۔ ٦٤

ابوبکر ابن الانباری کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ یہ ترتیب جبریل نے حضور اکرم ﷺ کو بتلائی جو کوئی اس ترتیب میں مداخلت کرتا ہے وہ نظم قرآن میں خلل ڈالے گا۔ اسی طرح کے نقطہ نگاہ کا اظہار علامہ کرمانی نے البرہان میں کیا ہے۔ ٦٥ شاہ ولی اللہ اس سلسلے میں ازالۃ الخلفاء میں لکھتے ہیں۔ ٦٦

جمع کرو قرآن، بحضور آنحضورؐ و ترتیب داده و بود آن را۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں۔

من قال ان تقسیم الایات و ترتیب مواضع سوره فعله الناس لیس من عندالله ،فقد کذب هذا جاهل و افك افتراه. ٦٧

جس شخص کا یہ خیال ہو کہ آیات کی تقسیم اور سورتوں کی موجودہ ترتیب انسانی کاوش کا نتیجہ ہے اور یہ اللہ کی طرف سے نہیں تو وہ شخص جھوٹا اور جاہل ہے اور یہ بات اس کی اپنی من گھڑت ہے۔

ترتیب توقیفی پر عقلی دلائل

اگر خالص عقلی بنیادوں پر بھی جائزہ لیا جائے تو یہ بات سمجھنے میں کوئی دقت باقی نہیں رہ جاتی کہ یہ ترتیب لوگوں کی دی ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کسی ایک ہی ہاتھ کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ وہ ہاتھ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ عہد نبوی میں قرآن مجید کسی نظم واصول کے تحت مرتب نہیں کیا گیا تھا اور اس کی ترتیب بے ہنگم اور غیر یقینی ہے۔ اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ عہد نبویؐ کے بعد لوگوں نے قرآن مجید کسی اصول اور قاعدے کے بغیر جیسا چاہا مرتب کر لیا۔

فرض کریں دو اعداد ہیں۔ آپ انہیں دو طریقوں سے ترتیب دے سکتے ہیں۔ یعنی (۱،۲) اور (۲،۱) اگر اعداد کی تعداد تین ہو تو انہیں (1,2,3)(2,3,1)(3,1,2)(1,3,2)(2,1,3) اور (1,2,3) یعنی چھ طریقوں سے مرتب کیا جا سکتا ہے۔ اگر فرض کریں کہ ہمارے پاس سات اعداد ہیں۔ تو ہم انہیں (7x6x5x4x3x2x1) یعنی 5040 طریقوں سے مرتب کر سکتے ہیں۔ جوں جوں اعداد کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ انہیں مرتب کرنے کے امکانات کی تعداد، ہر عدد کے اضافے کے بعد ہزاروں کے حساب سے بڑھتی چلی جائے گی۔ فرض کریں کہ سورۃ الفاتحہ کی آیات کی ترتیب کے بارے میں ہمارا خیال اگر یہ ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ترتیب نہیں دیا تھا اور آپؐ کے بعد لوگوں نے اپنی مرضی سے اسے ترتیب دیا تو مذکورہ بالا فارمولے کے مطابق صرف سورۃ الفاتحہ کو 5040 طریقوں سے مرتب کر سکتے ہیں۔ اگر پورے قرآن مجید کے بارے میں ہمارا خیال ہو کہ یہ عہد نبوی میں ایک ہی ترتیب پر نہ تھا اور صحابہؓ نے اجتہاد سے اسے مرتب کیا تو پھر لاکھوں نہیں کروڑوں طریقوں پر اسے مرتب کرنے کے امکانات موجود ہوں گے۔

اس صورت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عہد صدیق اکبرؓ میں قرآن مجید جمع کرتے وقت ایک ہی طریق ترتیب پر لوگوں کا اجماع کیوں کر ممکن ہو سکا؟ محض اٹھارہ ماہ کی مدت میں یہ سارا کام کسی اختلاف کے بغیر کیوں کر نبٹا لیا گیا۔ یہ سارا کام اسی صورت میں ممکن ہوا کہ ان حضرات کے سامنے آیات کو ترتیب دینا کوئی مسئلہ تھا ہی نہیں کیونکہ نبیؐ اکرم کو اللہ تعالیٰ نے یہ ترتیب بتلا دی ہوئی تھی۔

اگر ہم اس مسئلے کو ایک انسانی تصنیف کے زاویے سے دیکھیں تو عقل اس بات کو تسلیم نہیں

کرتی کہ کسی مصنف کی ایسی کتاب بھی ہوسکتی ہے کہ اس کے فقرات اور مضمون تو ایک مصنف نے تخلیق کیے ہوں اور ان الفاظ کو جوڑ کر فقرات اور عبارت کسی دوسرے نے بنائی ہو۔

علماء نے اس سلسلے میں تحقیقات کی ہیں کہ قرآن کی آیات اور سورتوں کے درمیان گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ایک سورۃ کا اختتام اور اگلی سورت کا آغاز ایک ہی مضمون کا تسلسل ہوتا ہے۔مثلاً سورۃ النساء کا اختتام اور سورۃ المائدہ کا آغاز ایک ہی مضمون کا تسلسل ہوتا ہے۔مثلاً سورۃ نساء کا اختتام اور سورۃ المائدہ کا آغاز ایک ہی موضوع کا تسلسل ہے۔سورۃ الواقعہ کا اختتام اور الحدید کا آغاز، الحجر کا اختتام اور النحل کا آغاز مضمون کے تسلسل کی واضح مثالیں ہیں۔ یہ ربط بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ ربط بے ضابطہ ترتیب کا نتیجہ نہیں ہوسکتا۔

ہم فرض کرتے ہیں کہ ہمیں چھ سورتیں، المائدہ، النساء، الواقعہ، الحدید، الماعون اور الکوثر ترتیب دینی ہیں۔ریاضیاتی اصول کے تحت ہم انہیں آپس میں 720 = 6x5x4x3x2x1 طریقوں سے مرتب کر سکتے ہیں۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان سورتوں کو قرآن مجید کی موجودہ ترتیب میں تو اس انداز سے مرتب کیا گیا ہے کہ ہر سورت کا دوسری سورت سے باقاعدہ ربط پایا جاتا ہے تو پھر ان سات سو بیس طریقوں میں سے صرف ایک طریقہ کس اصول کی بنیاد پر ہاتھ لگا اور اسے اختیار کرلیا گیا جو ان کی ترتیب کا بہترین طریقہ تھا۔اس ترتیب کو محض اتفاق تو نہیں کہا جاسکتا۔کیونکہ اتفاق تو ایک مرتبہ یا چند مرتبہ پیش آسکتا ہے مگر ایک ہی طرح کے لاکھوں واقعات کو محض اتفاق قرار نہیں دیا جاسکتا۔اس لیے ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ سورتوں کی ترتیب میں ایک عظیم ربط موجود ہے اور اس کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔

۱۔ یہ ترتیب یا تو خود صاحبِ قرآن کی دی ہوئی ہے۔

۲۔ یہ ترتیب محض ایک معجزہ ہی ہے۔

دونوں صورتوں میں یہ بات یقینی ہے کہ یہ کام امت کا نہیں ہے۔اس لیے ہم یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ یہ ترتیب کسی انسان کی دی ہوئی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہی دی ہوئی ہے۔

موجودہ ترتیبِ قرآن کو الہامی مانے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔آپ فرض کریں کہ ایک شخص

کو قرآن اس طرح یاد ہے کہ پہلے سورۃ الناس، پھر فلق، پھر کوثر، پھر اخلاص دوسرے شخص کو فلق، کوثر ،اخلاص کی ترتیب سے یاد ہے۔ تیسرے شخص کو ایک تیسری ترتیب سے یاد ہے۔ یہ تینوں حضرات اپنے پاس لکھا ہوا قرآن لے کر جمع صدیقی کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور انہیں ان سورتوں کو ان لوگوں سے لے کر قرآن کے مصحف میں مرتب انداز سے لکھنا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سورتوں کو کس اصول کے تحت لکھا ہوگا؟ اس ترتیب کو یوں ہی رہنے دیں؟ قرعہ اندازہ سے ترتیب متعین کرلیں یا استخارہ کیا ہوگا؟ یا محض اتفاق کی بنیاد پر مرتب کریں؟ ہمیں ایسی کوئی روایت نہ مسلمانوں کے ذرائع سے ملتی ہے اور نہ ہی کسی مستشرق نے پیش کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس طرح کی کوئی مشکل پیش آئی ہو۔ اگر اس طرح کی دو چار مشکلات بھی پیش آجاتیں تو جمع قرآن کی کاروائی تو طویل عرصے تک پھیل سکتی تھی۔ جبکہ یہ کام صرف اٹھارہ ماہ میں مکمل ہوگیا۔

گزشتہ سطور میں پیش کی گئی تفصیلات سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر پورے قرآن کی آیات کو لوگوں نے ایک دوسرے سے مختلف ترتیب کے ساتھ یاد کیا اور لکھا ہوتا تو پھر عہد صدیق میں ترتیب قرآن کے حوالے سے اس قدر اختلافات سامنے آجاتے کہ قرآن کو جمع کرنا ناممکن ہوجاتا۔ ایسا بھی نہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جبراً ایک ترتیب کو لوگوں پر مسلط کردیا ہو۔ جبراً مسلط کرنے کی کوئی روایت کسی کمزور ترین مغربی یا مشرقی ذریعے سے پیش نہیں کی گئی اور نہ ہی صحابہ کرامؓ کسی طرح کے جبر کو قبول کرسکتے تھے۔

اپنی وفات سے چند ماہ قبل نبی اکرم صلعم نے عرصہ اخیرہ میں دو مرتبہ قرآن مجید سنایا۔ کیا دونوں مرتبہ آپ نے الگ الگ ترتیب کے ساتھ سنایا تھا یا ایک ہی ترتیب سے سنایا اس موقع پر حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت زید ابن ثابتؓ دونوں موجود تھے۔ جب انہوں نے نبی اکرمؐ سے قرآن سنا تو اگر ان کے حفظ کئے ہوئے قرآن کی ترتیب حضور اکرمؐ کی ترتیب سے مختلف تھی تو انہیں یہ بات کیوں نہ کھٹکی کہ جس ترتیب سے حضورؐ قرآن سنا رہے ہیں کیوں نہ اسی ترتیب سے اپنے نسخے ترتیب دے لیں۔

بعض ایسی روایات ملتی ہیں کہ نبی اکرمؐ نے نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ آلِ عمران اور

دوسری رکعت میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت فرمائی۔اس روایت سے بظاہر یہ تاثر ابھرتا ہے کہ سورتوں کی ترتیب کا کوئی اہتمام نہ تھا ورنہ اس ترتیب کے ساتھ آپ ؐ نہ پڑھتے۔اس روایت کی وضاحت اگر اس طرح سے کی جائے تو اصل مسئلے کو سمجھنے میں کوئی دقت نہیں رہ جاتی کہ راوی اس پر اچنبھے کا اظہار کر رہا ہے کہ آپ ؐ نے اس ترتیب کے ساتھ قرآن پڑھا اگر اس وقت ترتیب نہ دے دی گئی ہوتی تو صحابی کے تعجب کا کوئی معنی نہ تھا۔اس کے علاوہ نبی اکرم ؐ سے ایسی روایات بھی ثابت ہیں کہ آپ ؐ نے معکوس ترتیب سے قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔گویا اگر ترتیب ایک طے شدہ بات نہ ہوتی تو پھر معکوس ترتیب کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا۔

مستشرقین نے قرآن مجید کی ترتیب توقیفی کی موجودگی کے برعکس یہ نقطہ نگاہ اختیار کیا ہے قرآن محض سورتوں کی طوالت اور آیات کی تعداد کی بنیاد پر مرتب کر لیا گیا ہے۔جب ہم قرآن کی سورتوں کی ترتیب میں سورتوں کی طوالت اور آیات کی تعداد کے اعتبار سے جائزہ لیتے ہیں تو یہ نقطہ نگاہ درست ثابت نہیں ہوتا۔مثلاً قرآن کے ایک حزب میں موجود سورتوں کی آیات کی تعداد کا جائزہ لیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کی آیات کی تعداد	111
سورۃ الکہف کی آیات کی تعداد	110
سورۃ مریم کی آیات کی تعداد	98
سورۃ طہٰ کی آیات کی تعداد	135
سورۃ الانبیاء کی آیات کی تعداد	112
سورۃ الحج کی آیات کی تعداد	78
سورۃ المومنون کی آیات کی تعداد	118
سورۃ النور کی آیات کی تعداد	64
سورۃ الفرقان کی آیات کی تعداد	77

اس ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے قرآن مجید کی سورتوں کی ترتیب کوئی میکانکی عمل نہیں

ہے۔ کیونکہ آیات کی تعداد کم وبیش ہو رہی ہے بلکہ یہ اللہ کی طرف سے دی ہوئی ترتیب ہے۔

کسی شخص نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے پوچھا کہ ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو قرآن کو الٹی ترتیب سے پڑھتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا ایسا شخص ٹیڑھے دل والا ہے۔ یہ بات بھی بالکل واضح اور قابل فہم ہے کہ جو کلام لوگوں کے حافظوں میں موجود ہو اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی ترتیب ضرور ہونی چاہیے۔

اگر ہر شخص نے قرآن الگ الگ انداز اور ترتیب سے یاد کیا ہوتا تو عہد صدیق اکبرؓ بلکہ اس سے بھی ہر شخص کے حافظے میں الگ الگ ترتیب سے قرآن یاد ہوتا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ نمازوں میں قرآن پڑھتے تھے تراویح میں سنتے تھے اور کبھی کسی طرح کا اختلاف سامنے نہیں آیا۔

☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ سیوطی، جلال الدین، علامہ، الاتقان فی علوم القرآن، فاران اکیڈمی لاہور۔ جلد اول، صفحہ 76

۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کاتب النبی۔ حدیث نمبر 4990

۳۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (اردو ترجمہ پروفیسر محمد رفیق) مکتبہ قرآنیات لاہور، صفحہ 131۔

۴۔ القیامۃ :16-19

۵۔ علامہ جلال الدین نے الاتقان میں اس کی روایت کی وضاحت کردی ہے۔ دیکھئے سیوطی ،الاتقان، جلد اول، صفحہ 77۔

۶۔ Arberry Arthur, The Koran Interperated,Allen and unwin London, 1955. P. 18, 19

۷۔ Johnstone, De, Lecay P. 197

Nicholson, R.A, Preface of Translation of the Koran ۸۔
by Palmer.Oxford University Press, London, 1928..

Lane Poole, Stanely, Studies in Mosque Khayat ۹۔
Beirut 1966. P.124-126

Kritzech, James, Peter The Vererable and ۱۰۔
Isam,Princetion University Press, . 1964 . P.29.

Dawood, N.J., The Koran, London, 1956. P-II ۱۱۔

Rom Randau, Islam and the Arabs, George Allen ۱۲۔
and Unwin London, N.D. P.25

Frost, S.E, The Sacred writings of world Great ۱۳۔
Religions, P. 307

Rodwell, J.M. The Koran, Dentt , London, 1909.P.7 ۱۴۔

IBID P.7 ۱۵۔

Jeffery, Arthur, Marterial For The Study of the Text ۱۶۔
of The Quran, E.J.Brill, London.1937 P. 16

Margoliouth, D.S., Article "The Koran" ۱۷۔
Encyclopedia of Religion and Ethics, T and Tclark
Edinburgh, 1930, P-69-70.

۱۸۔ اجمل، ڈاکٹر، ترتیبِ نزول قرآن مجید، کتب خانہ عزیزیہ، دہلی 1941 صفحہ 21

Noldeke, Theodor, Sketch as From Eastern History ۱۹۔
Khayat Beruit, P, 40-41, 51.

۲۰۔ اجمل، ترتیبِ نزول قرآن مجید، صفحہ 22

۲۱۔ Watt, Montgomery, Muhammad At Makkah Oxfor, 1953. P 60

۲۲۔ بحوالہ ترتیب نزول قرآن مجید، صفحہ 22

۲۳۔ Hirshcfeld, New Reshearches into the composition and Exegeses of the Quran Univerisity of London, 1902.P.33-36

۲۴۔ ترتیب نزول قرآن مجید، صفحہ 21

۲۵۔ Sketches From Eastern History, P, 40-41, 51.

۲۶۔ Mingana, Dr. Leaves From Three Ancient Korans, Cambridge University Press, 1914. P, 40

۲۷۔ Hirshcfeld, New Researches in to the Composition and Exegeses of The Quran, P. 42

۲۸۔ Noldeke, Sketches from Estern History, Khayat, Beruit, P. 42

۲۹۔ (i) Margoliouth, D.S., Mohammadanism, Butterworth London,1928. P.69-70

(ii) Bell,Richard,Introuduction to the Quran,Edinburgh University Press,Edinburgh,P. 113

(iii) Lane Poole, Stanley, Studies in Mosque,Khayat, Beruit P. 124-126

(iv) اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد اجمل، ترتیبِ نزول قرآن مجید، صفحہ 21 تا 26

(v) Khalifa, Muhammad, The sublime Qurån and

orientalism, Longman Londaon, 1983. P. 56

۳۰۔ Hirshcfeld, New Researches in to the Composition and Exegeses of the Quran, P.35,36.

۳۱۔ Margoliouth, Encyclopaedia of Religion and Ethics, Vol. X, Page 545

۳۲۔ خطیب تبریزی، ولی الدین، مشکوۃ المصابیح، جلداول، صفحہ 665

۳۳۔ ایضاً، جلداول، صفحہ 669، روایت نمبر 2173

۳۴۔ ایضاً، جلداول، صفحہ 658، روایت نمبر 2126

۳۵۔ ایضاً، جلداول، صفحہ 674، روایت

۳۶۔ ایضاً، جلداول، صفحہ 670، روایت نمبر 2181

۳۷۔ ایضاً، جلداول، صفحہ 670، روایت نمبر 2180

۳۸۔ ایضاً، جلداول، صفحہ 667، روایت نمبر 2164

۳۹۔ ایضاً، جلداول، صفحہ 670، روایت نمبر 2178

۴۰۔ بخاری، جلدسوم، صفحہ 396، باب تالیف القرآن۔ لائیڈن ایڈیشن

۴۱۔ مشکوۃ جلداول، صفحہ 665، روایت نمبر 2155

۴۲۔ ایضاً ، جلداول، صفحہ 265، روایت نمبر 832

۴۳۔ ایضاً ، جلداول، صفحہ 265، روایت نمبر 835

۴۴۔ ایضاً ، جلداول، صفحہ 266، روایت نمبر 838

۴۵۔ ایضاً ، جلداول، صفحہ 266، روایت نمبر 839

۴۶۔ ایضاً ، جلداول، صفحہ 266، روایت نمبر 840

۴۷۔ ایضاً ، جلداول، صفحہ 266، روایت نمبر 841

۴۸۔ ایضاً ، جلداول، صفحہ 268

۴۹۔ ایضاً ،جلداول،صفحہ 274،روایت نمبر 867

۵۰۔ سیوطی الاتقان،جلداول،صفحہ 62

۵۱۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۵۲۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۵۳۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۵۴۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۵۵۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۵۶۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۵۷۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۵۸۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۵۹۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۶۰۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۶۱۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۶۲۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۶۳۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۶۴۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۶۵۔ ایضاً،جلداول،صفحہ ۸۷

۶۶۔ شاہ ولی اللہ، دہلوی ،ازالۃ الخفاء ،جلد دوم،صفحہ ۵

۶۷۔ ابن حزم،علامہ، کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل، مطبع الادبیہ،مصر،۱۳۲۰ھ،جلد دوم صفحہ ۴۷۔

☆☆☆☆☆☆☆☆